بھارت: نفرت اور قتل و غارت کی فتح

تنویر قیصر شاہد

۲۰ کروڑ آبادی کے ساتھ اُتر پردیش بھارت کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور تاریخی لحاظ سے بھی یہ بہت اہم ریاست ہے۔ رانی جھانسی کا قلعہ اور تاج محل (آگرہ) کی پُرشکوہ عمارت بھی اسی ریاست میں ہے۔ علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، جس کی بنیاد جناب سرسیّد احمد خاں نے رکھی تھی، اسی صوبے کا معروف نام ہے۔ وارنسی (بنارس) شہر، جسے برہمنوں کا 'مذہبی دارالحکومت' کہا جاتا ہے، اُتر پردیش کا حصّہ ہے۔ فیض آباد (جہاں مبینہ طور پر رام دیوتا کی پیدایش ہُوئی) اور گورکھ پور جیسے خالصتاً ہندو شہر اسی صوبے کے جزو ہیں جن پر کٹر ہندو قوم پرست فخر کرتے ہیں۔

اب یہ برہمنی رنگ، گورکھ پور کے بڑے مندر کے مہنت یوگی ادیتا ناتھ کی شکل میں بطور وزیراعلیٰ اُتر پردیش، سیاسی اور اقتداری لحاظ سے غالب آچکا ہے۔ ادیتا ناتھ اور اُن کے کروڑوں چاہنے والوں نے اعلان کر رکھا ہے کہ ہم اقتدار میں آئے تو بھارت بھر کا ہر وہ شہر جو کسی مسلمان نام سے معروف ہے، اُس کا نام تبدیل کر کے ہندو شکل دے دیں گے۔ بی جے پی بھارتی مسلمانوں کے مشہور علمی شہر، دیوبند، کا نیا نام 'دیوربند' رکھنے کی تجویز اُتر پردیش کی صوبائی اسمبلی میں پیش کر چکی ہے۔ وہ تاج محل کا نام بھی تبدیل کرنے کے عزم کا اعلان کر چکے ہیں۔ ادیتا ناتھ نے

---

o- بھارت میں مسلمانوں کی تعداد کم و بیش اتنی ہی ہے جتنی پاکستان میں مسلم آبادی۔ وہاں کے مسلمانوں کے آباواجداد نے تحریکِ پاکستان کے لیے، موجودہ پاکستان کے پرانے رہنے والوں سے زیادہ قربانیاں دی تھیں۔ اُن کے دُکھ سُکھ سے واقف ہونا اہلِ پاکستان کی ذمہ داری ہے۔ یہاں پر دو مضامین دیے جا رہے ہیں، ایک پاکستان سے اور دوسرا بھارت سے۔ دونوں مضامین تصویر کے دونوں رُخ دیکھنے میں مدد بہم پہنچاتے ہیں۔ ادارہ

حالیہ صوبائی انتخابی مہم کے دوران واضح طور پر جگہ جگہ اعلان کیا تھا کہ: ''اگر مَیں وزیر اعلیٰ بن گیا تو ہمایوں پور کا نام 'ہنومان پور' اور اسلام پور قصبے کا نام 'ایشور پور' رکھ دوں گا''۔ اب اس سے مطالبہ کیا جارہا ہے کہ اپنے انتخابی منشور کے مطابق اُترپردیش کے مسلمانوں کے نام سے منسوب تمام شہروں کے نام تبدیل کرے۔ کیا ایسا کرنا ممکن ہوگا؟

اُترپردیش ایسی بڑی ریاست کے بڑے شہروں کی تعداد ۶۵ ہے۔ اِن میں مسلمانوں کے نام سے منسوب ۱۶ بڑے شہر آباد ہیں جن میں: غازی آباد، الٰہ آباد، علی گڑھ، مراد آباد، فیض آباد، مظفرنگر، شاہجہان پور، فرخ آباد، فتح گڑھ، فتح پور، مغل سرائے، غازی پور، سلطان پور، اعظم گڑھ، اکبر پور اور شکوہ آباد شامل ہیں۔ سوال یہ ہے کہ بھارتی مسلمان، جو اُترپردیش ریاست کی کُل آبادی کا ۲۰ فی صد سے زیادہ ہیں، کیا یہ زیادتی برداشت کریں گے؟ ایک معروف بھارتی نجی ٹی وی کے ٹاک شو 'آپ کی عدالت' میں ادیتاناتھ نے اعلان کیا ہے کہ ہندوؤں کا حق ہے کہ ہم اقتدار میں آکر مسلمانوں کے ناموں سے منسوب بھارتی شہروں کے نام تبدیل کردیں، کیوں کہ اب تاریخ بدلنے کا وقت آگیا ہے''۔

اُترپردیش کے یہ زعفرانی وزیر اعلیٰ، بی جے پی اور انتہاپسند آر ایس ایس کے اُن مقتدر ہندو سیاست دانوں میں سے ایک ہیں، جو بھارت میں اسلام کی تبلیغ پر بھی پابندی عائد کرنے کے حامی ہیں اور کہتے ہیں کہ: ''بھارتی مسلمانوں اور عیسائیوں کو ہندو مذہب اختیار کرلینا چاہیے''۔ اس کوشش اور 'اپیل' کو وہ 'گھر واپسی' کا نام دیتے ہیں۔ ادیتاناتھ نے اَب تک بھارت کے ۱۸۰۰ عیسائیوں کو ہندو بنانے کا دعویٰ کیا ہے۔ مسلمانوں سے نفرت اور دنگے کے بیوپاری اُترپردیش کے یہ نئے وزیر اعلیٰ مسلمانوں کے خلاف تشدد کو اپنا حق سمجھتے اور ایسا کہتے اور کرتے ہُوئے ذرا بھی حیا محسوس نہیں کرتے، حالاں کہ وہ خود کو 'سنیاسی' بھی کہتے ہیں۔

ایک بھارتی نجی ٹی وی کے پروگرام میں جب ادیتاناتھ سے پوچھا گیا کہ: ''سنیاسی ہوکر خوں ریزی، تشدد اور مسلمانوں کے خلاف فساد کی بات کیوں کرتے ہو؟ تو تُرت جواب دیا: ''مَیں سنیاسی ہوکر ہر وقت مالا بھی رکھتا ہُوں اور بھالا (خنجر) بھی''۔ موصوف نے زعفرانی لباس پہننے والے سیکڑوں جوگیوں کی ایک نجی فوج بھی بنا رکھی ہے، جن کے پاس ہمیشہ تیز دھار بھالے ہوتے

ہیں۔ وزیر اعلیٰ بن کر بھی ادیتا ناتھ کو اپنے اُن نفرت آگیں بیانات پر کچھ شرم محسوس نہیں ہوتی، جب اس نے کہا تھا: ''اگر کسی مسلمان لڑکے نے کسی ہندو لڑکی سے شادی کی تو ہم ۱۰۰ مسلمان لڑکیوں کو اُٹھا لائیں گے۔ اگر کسی ایک بھارتی مسلمان نے کسی ہندو کا قتل کیا تو ہم قتل کا مقدمہ نہیں درج کروائیں گے بلکہ خود بدلہ لینے کے لیے ایک ہندو کے بدلے میں ۱۰ مسلمانوں کا قتل کریں گے''۔ نئے وزیر اعلیٰ نے یہ بھی اعلان کر رکھا ہے کہ: ''اقتدار میں آکر ہم اُترپردیش کی تمام مساجد میں اپنی دیوی اور دیوتاؤں کے بُت بھی رکھیں گے''۔

بھارتی مسلمانوں کے خلاف ادیتا ناتھ کی نفرت انگیز مہم کو بی جے پی کے صدر امِت شا کی بھرپور حمایت بھی حاصل ہے۔ دونوں کے گٹھ جوڑ ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ حالیہ اُترپردیش (یوپی) کے انتخابات میں کسی ایک بھی مسلمان امیدوار کو بی جے پی نے پارٹی ٹکٹ نہیں دیا۔ اور جب اس بارے امِت شا سے پوچھا گیا تو جواب میں کہا: ''اُترپردیش میں ہمیں کوئی موزوں مسلمان امیدوار ملا ہی نہیں''۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے 'آل انڈیا مجلسِ مشاورت' کے سابق صدر، ظفرالاسلام خان [ملّی گزٹ کے ایڈیٹر]، نے ٹھیک ہی کہا: ''بی جے پی نے یوپی میں مسلمان امیدواروں کی نفی کی ہے۔ جس کا مطلب یہ بھی ہے کہ بی جے پی نے نفرت کی فتح حاصل کی ہے''۔

اُترپردیش اسمبلی میں کُل ۴۰۳ نشستوں میں سے بی جے پی نے ۳۱۲ جیتی ہیں، جب کہ مجموعی طور پر کامیاب مسلمان امیدواروں کی تعداد ۲۴ ہے۔ یوپی میں مسلمانوں کی آبادی کے تناسب سے یہ تعداد اصولی طور پر ۱۰۰ ہونی چاہیے تھی (یاد رہے ۲۰۱۲ء میں جیتنے والے مسلمان اُمیدواروں کی تعداد ۶۹ تھی)۔ ان ۲۴ کامیاب مسلمان اُمیدواروں میں ۱۷ سماج وادی پارٹی، ۵ کانگرس اور ۲ بھوجن سماج پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ تعداد بھی نریندر مودی، امِت شا اور ادیتا ناتھ سے برداشت نہیں ہو رہی ہے؛ چنانچہ چند روز قبل راجیہ سبھا (بھارتی سینٹ) میں ایک کٹر ہندو رکن، ایم رامیش نے کہا ہے کہ: ''بھارت میں مسلمانوں کی تعداد میں تشویش ناک اضافہ ہو رہا ہے، ہمیں آن دی ریکارڈ بتایا جائے کہ ہر بھارتی صوبے میں مسلمانوں کی تعداد کتنی ہے؟'' اور جب رامیش کو بتایا گیا: ''بھارت کے کُل ۶۷۵ ضلعوں میں ۸۶ ضلع ایسے ہیں جہاں مسلمانوں کی تعداد ۲۰ فی صد سے زائد، اور ان ۸۶ ضلعوں میں ۱۹ ضلع ایسے ہیں جہاں مسلمانوں کی تعداد ۵۰ فی صد سے زائد ہے''

تو رامیش کے منہ سے بے اختیار نکلا: ''اوہ، یہ تو بہت بڑھ گئے ہیں''۔

حالیہ انتخابات سے قبل عالمی شہرت یافتہ ماہرینِ معیشت کی پیش گوئی تھی کہ نریندر مودی نے بھارت میں جن خطرناک معاشی پالیسیوں کا اجرا کر رکھا ہے، اِن کی بنیاد پر وہ یہ انتخابات جیت نہیں سکیں گے لیکن بی جے پی ۴۷ سیٹوں سے اُٹھ کر ۳۱۲ سیٹوں پر آ گئی۔

آخر ہوا کیا کہ بی جے پی اور مودی کے خلاف پیش گوئیاں کرنے والے سارے تجزیہ نگار چت ہو گئے؟ دراصل نریندر مودی اور بی جے پی قیادت نے ایک خاص انتخابی حکمت عملی کے تحت زیادہ تر ٹکٹ اُن لوگوں کو دیے جو بدمعاش، بھتہ خور، قاتل، جرائم پیشہ، سزا یافتہ اور بھاری کالے دھن کے مالکان تھے۔ انھی لوگوں نے مار دھاڑ، اپنی دہشت، کالے دھن اور مجرمانہ سرگرمیوں کو بروے کار لا کر اُترپردیش کا الیکشن بھاری اکثریت سے جیتا ہے۔ یہ محض ہمارا الزام یا تعصب نہیں ہے بلکہ بھارتی میڈیا بھی اِس کی گواہی دیتے ہوئے نشان دہی کر رہا ہے۔ بھارت کے ایک ممتاز انگریزی اخبار نے اپنے صفحہ اوّل کی سٹوری میں بتایا ہے کہ اُترپردیش کے تازہ ترین انتخابات میں رگھوراج پرتاپ سنگھ، راجا بھائیا، امنمانی ترپاٹھی، وجے مشرا، سوشیل سنگھ ایسے درجنوں لوگ جیت کر سامنے آئے ہیں، جن پر قتل، بھتہ خوری، اغوا کاری ایسے سنگین جرائم کے ارتکاب کے نہ صرف الزامات ہیں، بلکہ اُن میں سے بیش تر کا سیاسی پس منظر بھی یہی ہے۔

ایسے لوگ بھی اُترپردیش اسمبلی کے رکن بن گئے ہیں، جو خوفناک جرائم کے تحت مختلف جیلوں میں قید تھے لیکن اُنھیں خصوصی طور پر پیرول پر رہا کیا گیا، تاکہ وہ الیکشن لڑ سکیں۔ قاتل امنمانی ترپاٹھی نے تو جیل میں بیٹھ کر الیکشن میں کامیابی حاصل کی۔ قتل کے الزام میں قید راجا بھائیا نے اپنے سیاسی حریف، جانکی سرن، کو ایک لاکھ سے زائد ووٹوں سے ہرایا ہے۔ ریاست اُترپردیش کے حالیہ انتخابات میں ایک مشہور گینگسٹر سوشیل سنگھ نے بی جے پی کے ٹکٹ پر اپنے سیاسی حریف، شیام نرائن سنگھ کو شکست دی ہے۔ وجے مشرا نامی ایک ایسا شخص جس کی غنڈا گردی اور بھتہ خوری کے چرچے اُترپردیش کے ہر بڑے شہر میں ہیں، یہ بھی ریاستی اسمبلی کا رکن بن گیا ہے۔ بی جے پی کی ایک رکن، سنجو دیوی، قتل کے الزام میں جیل میں ہے، وہ بھی جیت گئی ہیں۔ بی جے پی کی ایک اور مشہور لیڈر نیلم کروار یا، جو لڑائی مار کٹائی میں بہت شہرت رکھتی ہے، بھی بھاری ووٹوں سے جیتی ہیں۔